س ۴

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

۳۰

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام مسائل ھٰذا کے بارے میں۔

① "ماھنامہ البلاغ" شمارہ ۹ جلد ۴۲ رمضان المبارک ۱۴۲۸ھ میں مولانا محمد امجد قاسمی ندوی صاحب کا مضمون "معاملات کے بارے میں ہماری کوتاھیاں اور گناہ" چھپا۔ اسمیں ایک جملہ "اسلام کا یہ حکم کتنا عظیم ھیکہ: "تعاشروا کالإخوان وتعاملوا کالأجانب" کے بارے میں دریافت کرنا ہے کہ یہ حدیث مبارکہ ہے یا کسی کا قول۔ اگر حدیث شریف ہے تو عربی متن اور حوالہ کتب مطلوب ہے اور اگر قول ھے تو "اسلام کا یہ حکم کتنا عظیم ہے" کا کیا مطلب ہے؟

② حدیث کا عربی متن پڑھتے وقت اگر طالب علم اعراب، نقطوں، یا مخارج میں ایسی غلطی کر جائے جس سے معنی بدل جائیں عام ہے کہ یہ غلطی اس کی علمی استعداد کی کمی کی وجہ سے ہو یا غفلت ولاپرواہی کیوجہ سے۔ کیا یہ متعلم اس وعید میں داخل ہوگا "من کذب علیّ متعمداً فلیتبوّأ مقعدہ من النار"؟

عند الزّید: یہ متعلم وعید میں داخل ہوگا اس لیے یہ مذکورہ تبدیل شدہ کلمات "قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" کہہ کر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب کررھا ھے حالانکہ معاملہ اس کے برعکس ھے

عند العمرو: یہ وعید میں داخل نہ ہوگا اس لیے کہ "متعمداً" نہیں ھے بلکہ یہ تو اپنی جہالت کی وجہ سے معذور ہے۔ دونوں کے مسالک کی تصویب وتردید مطلوب ھے؟

③ نیز اگر بعد میں "أو کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" کہہ لیا کرے تو کیا ایسی غلطیوں کا تدارک ہو جائیگا؟

④ علاوہ ازیں! اگر کوئی متعلم کسی حدیث میں توجیہ وتاویل اپنی طرف سے کرے اور وہ بظاہر مفہوم حدیث کے مخالف نہ ہو تو کیا حکم ھے؟

فقط

المستفتی

محمد ارشد ڈسکوی

۱۷ ذلیقعدہ ۱۴۲۸ھ

(جوابات منسلکہ اوراق پر ملاحظہ فرمائیں)

دار الافتاء

Scanned by CamScanner

الجواب حامداً ومصلیاً

واضح رہے کہ یہ الفاظ "تعاشروا کالإخوان وتعاملوا کالأجانب" حدیث کے کسی مجموعے میں ہمیں نہیں ملے، یہاں تک کہ ضعیف اور موضوع أحادیث کے مجموعے "موسوعة الأحادیث الضعیفة والموضوعة" میں بھی تلاش بسیار کے باوجود ہمیں نہیں ملے، البتہ صاحب "المستطرف فی کل فن مستظرف" نے باب "أمثال العامة والمولدین" کے تحت یہ قول ذکر کیا ہے، جس سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث کے الفاظ نہیں بلکہ کسی کا قول ہے۔
لہذا اس مقولہ کو بطورِ حدیث یا اسلام کے حکم کے طور پر پیش کرنا درست نہیں ہے۔

فاضل مضمون نگار نے اس جملے کے بارے میں جو یہ کہا ہے کہ "اسلام کا یہ حکم کتنا عظیم ہے" اس کی وجہ بظاہر یہ ہوگی کہ اگرچہ یہ الفاظ حدیث کے نہیں ہیں لیکن اس کا نفسِ مضمون کسی شرعی حکم کے خلاف بھی نہیں ہے، بہت سی أحادیث میں حسنِ معاشرت اور حسنِ سلوک کی ترغیب آئی ہے تو چونکہ عموماً آدمی اپنے رشتہ داروں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آتا ہے اسی وجہ سے اس مقولہ میں کہا گیا ہے کہ جس طرح تم اپنے رشتہ داروں کے ساتھ حسن معاشرت سے پیش آتے ہو اسی طرح عام لوگوں کے ساتھ بھی حسن معاشرت اختیار کرو، اور اسی طرح بہت سی أحادیث میں صفائی معاملات کی اہمیت آئی ہے اور چونکہ آدمی عموماً اجنبی لوگوں کے ساتھ لین دین کے معاملے میں بہت احتیاط سے کام لیتا ہے تو

(جاری ہے۔۔۔)

قول میں بھی یہی بتلایا گیا ہے کہ تم جس طرح اجنبی لوگوں کے ساتھ
لین دین میں احتیاط برتتے ہو اسی طرح اپنے رشتہ داروں کے ساتھ
لین دین میں بھی احتیاط برتو، کیونکہ عموماً لین دین میں ذرا سی بے احتیاطی
کی وجہ سے دل میں کدورت پیدا ہو جاتی ہے اور یہ بھی حقوق العباد
سے متعلق اور بندوں کے حق کا معاملہ انتہائی اہم ہے جو صاحبِ حق سے
معاف کرائے بغیر یا اسکے حق کی ادائیگی کے بغیر معاف نہیں ہوتا۔

وفی المستطرف فی کل فن مستطرف ہے:

تزاوروا ولاتجاوروا تعاشروا کالاخوان وتعاملوا

کالاجانب۔

۲:۔ طالبعلم پر لازم ہے کہ عبارت پڑھنے سے پہلے عبارت کا اچھی
طرح مطالعہ کرے اور اگر اسکی صرف ونحو کمزور ہے تو وہ کسی ایسے ساتھی سے
جو صرف ونحو میں اچھا ہو عبارت سنا کر اعراب وغیرہ کی تصحیح کروا کر
عبارت پڑھے اسکے بعد بھی اگر اعراب وغیرہ کی غلطی ہو جائے تو
انشاءاللہ وہ اس وعید کے تحت داخل نہیں ہوگا۔

البتہ اگر طالبعلم پہلے سے عبارت کی تیاری کرکے نہیں آیا اور اسکی
صرف ونحو بھی کمزور ہے پھر وہ عبارت پڑھتا ہے اور اسمیں اعراب کی
یا نقطوں کی یا الفاظ کے پڑھنے میں غلطی کرتا ہے تو اگر صرف نقطوں کی
ہی تبدیلی ہوئی ہے تو اس کو علمِ اصولِ حدیث میں تصحیف اور اگر الفاظ
تبدیل ہوگئے ہیں تو اس کو تحریف کہتے ہیں، محدثین کرام رحمہم اللہ نے

تصحیف و تحریف کے مرتکب شخص کو قابل مذمت قرار دیا ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ ایسا شخص اس بات کا مستحق نہیں ہے کہ وہ عبارت پڑھے۔

امام اصمعی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ ایسی صورت میں اگر اس تصحیف و تحریف کی وجہ سے معنی یا مطلب تبدیل ہو جائے تو اندیشہ ہے کہ وہ اس حدیث شریف "من کذب علی متعمداً الخ" کی وعید کے تحت داخل ہو جائیگا۔

اساتذۂ کرام کو بھی چاہیئے کہ ایسے طالب علم سے عبارت نہ پڑھوائیں بلکہ ایسے طالب علم کو عبارت پڑھنے کا کہیں جو صرف و نحو میں اچھا ہو اور عبارت صحیح پڑھتا ہو۔

وفی فتح المغیث شرح ألفیۃ الحدیث للعراقی (۳/۶۸)

وكذا صنف فيه الخطابي وابن الجوزي لا لمجرد الطعن بذلك من أحد منهم في واحد ممن صحف ولا لوضع منه وإن كان الكثير منه ملوماً والمشتهر بين النقاد مذموماً بل إيثاراً لبيان الصواب واشتماراً له بين الطلاب ولهذا لما ذكر الخطيب في جامعه أنه عيّب جماعة من الطلبة بتصحيفهم في الأسانيد والمتون ودوّن عنهم ما صحفوه ليكون داعياً لمن وقف عليه إلى التحفظ من مثله إن شاء الله لا سيما وينبغي لقارئ الحديث أن يتفكر فيما يقرأه حتى يسلم منه وقول العسكري

(جاری ہے)

إنه قد عيب بالتصحيف جماعة من العلماء وفضح به كثير من الأدباء وسموا الصحفة ونهى العلماء عن الحمل عنهم محمول على المتكرر منه ذلك ولا يكاد يسلم من زلة وخطاء إلا من عصمه الله.

وفي فتح الملهم ١/١٦٠

المصحف: هو ما وقعت المخالفة فيه بتغيير النقط في الكلمة مع بقاء صورة الخط فيها.

والمحرف: هو ما وقعت المخالفة فيه بتغيير الشكل في الكلمة مع بقاء صورة الخط فيها ---------- وإن كان المكثر منه ملومًا والمشتهر بين النقاد مذمومًا، بل ايثارًا لبيان الصواب واشتهارًا له بين الطلاب ليكون داعيًا لمن وقف عليه إلى التحفيظ من مثله إنشاء الله لا سيّما وينبغي لقارئ الحديث أن يتفكر فيما يقرأه حتى يسلم منه.

وفي تيسير مصطلح الحديث (ص: ١١٣)

المصحف هو تغيير الكلمة في الحديث إلى غير ما رواها الثقات لفظًا ومعنًى. وحكمه: إذا صدر من الراوي نادرًا فإنه لا يقدح في ضبطه لا يسلم من الخطاء والتصحيف أحد وإذا كثر ذلك منه فإنه يقدح في ضبطه ويدل على خفته وأنه ليس من أهل هذا الشأن والسبب يكون غالبًا في وقوع الراوي

(جاري)

في التصحيف وأخذ الحديث من بطون الكتب والصحف
وعدم تلقيه من الشيوخ والمدرسين ولذلك حذر
الأئمة من أخذ الحديث عمن هذا شأنهم وقالوا: لا يؤخذ
الحديث من صحفي۔

وفي إرشاد طلاب الحقائق إلى معرفة سنن خير الخلائق للإمام النووي رحمه الله (١/٣٢١)
ينبغي للمحدث أن لا يروي حديثه بقراءة لحان أو مصحف
فحتى على طالب أن يتعلم من النحو واللغة ما يسلم به
من اللحن والتصحيف وقال الأصمعي: إن أخوف ما أخاف
على طالب العلم إذا لم يعرف النحو أن يدخل في
قول النبي صلى الله عليه وسلم: "من كذب علي متعمداً" الخ
لأنه لم يكن يلحن فمهما رويت عنه ولحنت كذبت عليه
وسبيله في السلامة من التصحيف أخذه
من أفواه أهل المعرفة والتحقيق فمن حرم ذلك
وأخذ من الكتب وقع في التحريف ولم يسلم من التصحيف۔
وفي الحاشية: قال الصنعاني: وإنما قال الأصمعي
أخاف ولم يجزم لأن من لم يعلم
بالعربية وإن لحن لم يكن متعمداً۔

(٣)۔۔۔ "أو كما قال عليه السلام" کے الفاظ اس وقت کہے جاتے
ہیں جب کسی لفظ سے متعلق شبہ پیدا ہو جائے اور وہ لفظ صحیح طور

(جاری ہے)

Scanned by CamScanner

پھر اسکو معلوم نہ ہو اور وہ اسی طرح پڑھ لے تو اس کے بعد "أو كما قال" کہا جائے یا جب الفاظِ حدیث یاد نہ ہوں اور وہ روایت بالمعنی کرے تو یہ الفاظ کہے جائیں، جبکہ عبارت پڑھتے ہوئے حدیث کے الفاظ کے متعلق شبہ نہیں ہوتا کیونکہ حدیث شریف اسکے سامنے لکھی ہوئی موجود ہے، صرف اپنی کمزوری کی وجہ سے اس کے اعراب وغیرہ کی صحیح تعیین نہیں کر سکتا تو ایسی صورت میں "أو كما قال عليه السلام" کہنے سے اس غلطی کی تلافی نہیں ہوگی بلکہ استاد یا کسی معتبر ساتھی سے اس لفظ کی تصحیح کرانا ضروری ہے۔

وفي شرح مسلم للنووي رحمه الله ۸/۱

قال العلماء وينبغي للراوي وقارئ الحديث إذا اشتبه عليه لفظه فقرأها على الشك أن يقول عقيبه "أو كما قال" ـــ وقال العلماء ويستحب لمن روى بالمعنى أن يقول بعده "أو كما قال" أو نحو هذا كما فعلته الصحابة ومن بعدهم۔

وفي تدريب الراوي (ص: ۳۱۲)

وينبغي للراوي بالمعنى أن يقول عقيبه أو كما قال أو نحوه أو شبهه أو ما أشبه هذا من الألفاظ وإذا اشتبهت على القارئ فحسن أن يقول بعد قراءتها على الشك "أو كما قال" لتضمنه إجازة وإذنا في صوابها إذا بان ـــــــ (جاری ہے ـــ)

(۳) جب تک قرآن وحدیث اور دیگر علوم کی مکمل واقفیت، رسوخ فی العلم اور قرآن وحدیث کی درس وتدریس میں ایک عمر نہ گزر گئی ہو اور تمام معتد بہ نصوص پر اسکو عبور نہ ہوا ہو اس وقت تک قرآن وحدیث کی کسی قسم کی تشریح یا اسکی کسی قسم کی اپنی طرف سے توجیہ وتاویل کرنا ہرگز جائز نہیں ہے اگر کوئی اپنی طرف سے کوئی توجیہ وتاویل کرے تو جب تک کسی متبحر عالم سے اسکی تصدیق نہ کرائے یا کسی مستند شرح حدیث کی کتاب میں نہ پڑھ لے اس وقت اسکو آگے بیان نہ کرے۔

صرف درس نظامی پڑھ لینے سے آدمی اس قابل نہیں ہوتا کہ وہ قرآن وحدیث کی اپنی طرف سے کوئی تشریح یا اسکی اپنی طرف سے کوئی توجیہ وتاویل کرے، جب تک درجہ کمال حاصل نہ ہو اس وقت تک حدیث میں بھی کسی قسم کی توجیہ وتاویل کو علماء نے حرام لکھا ہے۔

وفی الالماع (ص: ۱۲۸)

وکذلک اختلافی ..... استخراج نکتۃ منہ ومسئلۃ لا تعلق بما بقی کاختلافہم فی الحدیث علی المعنی وھذا أخف لأھل العلم بتفاصیل الکلام وقد قضینا الکلام فی الاکمال۔

وفی اکمال المعلم (۱/۹۴)

وذھب المحققون إلی أنّ الراوی ممن یستقل لفہم الکلام ومعانیہ ویعرف مقاصدہ ویفرق بین الظاہر والأظہر والمحتمل والنص فجائز لہذا الحدیث علی المعنی إذا لم یحتمل عندہ سواہ۔

(جاری ہے)

ص ٨

وفهم له فهمًا جليًا معناه وحكى غير واحد وعني هذا عن مالك وأبي حنيفة والشافعي وكذلك جوزوا الحديث إذا لم يكن مرتبطًا بشيء قبله وما بعده ارتباطًا يخل معناه وكذلك إن جمع الحديث حكمين أو أمرين كل واحد مستقل بنفسه غير مرتبط لصاحبه فله الحديث بأحدهما وعلى هذا كافة الناس ومذاهب الأئمة وعليه صنف المصنفون كتبهم على الأبواب وفصلوا الحديث الواحد أجزاءً بحكمها واستخرجوا النكت والسنة في الأحاديث الطوال ..... لكن لحماية الباب من تسلط من لا يخفى وغلط الجهلة في نفوسهم وظنهم المعرفة مع القصور يجب سد هذا الباب، إذا فعل هذا من لم يبلغ درجة الكمال في معرفة المعاني حرام بالاتفاق ـــــ والله سبحانه أعلم

عطاء الرحمن عفا الله عنه
دار الإفتاء دار العلوم كراچی
١٦/١/١٤٢٩ ھ

الجواب صحيح
محمد عبد المنان عفي عنه
١٦/١/١٤٢٩ ھ

الجواب صحيح
بندہ محمود أشرف غفر الله له
١٤/١/١٤٢٩ ھ

دار الإفتاء
فتویٰ نمبر ٢/١٠٢٢
مورخہ ١٦/١/١٤٢٩ ھ
الجامعة دار العلوم كراچی

نائب مفتی
الجامعة دار العلوم كراچی

نائب مفتی
الجامعة دار العلوم كراچی